سوال: عہد فاروقی کے اہم ترین فتوحات کا جائزہ لیجئے!
یا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت کے فتوحات و انتظامات کا مختصر جائزہ پیش کیجئے!

جواب: حضرت عمر فاروقؓ مسند خلافت پر ۲۳ اگست ۶۳۴ء کو جلوہ افروز ہوئے۔ منصب خلافت قبول کرنے کے بعد ایک تاریخی خطبہ خلافت بیان فرمایا۔

رہنما کا یہ فرض ہے کہ وہ دیکھے کہ اس طرف لے جا رہے ہیں۔
رب کعبہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں تم کو سیدھے راستہ پر لے چلوں گا۔

عہد فاروقی ۲۳ اگست ۶۳۴ء تا ۳ نومبر ۶۴۴ء کل ساڑھے دس برس کے ایام پر محیط ہے۔ اس قلیل عرصہ میں اسلامی مقبوضہ کا کل رقبہ ۲۲۵۱۰۳۰ میل مربع تک پہنچ گیا۔ ایران اور روم کی دو عظیم الشان سلطنت پر فتح حاصل ہوئی۔

اس وقت ایران اور روم دنیا کی عظیم طاقت تھی۔ ان کے افواج جنگ آزمودہ اور تربیت یافتہ تھے۔ اور وہ لوگ اس وقت کے جدید آلات حرب کی کثیر تعداد میں فوجی ساز و سامان رکھتے تھے۔ ایرانی اور رومی دونوں عربوں کے مقابلہ دو لاکھ افواج لے کر آئے تھے۔ لیکن عربوں کی حکمت عملی اور جنگی تدبیر کے مقابلہ میں وہ ناکام رہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اہل عرب میں اسلام کی تعلیم اور آنحضرت کی صحبت پاک کے اثر سے بے نظیر ہمت، ایثار، استقلال، عالی حوصلگی اور شجاعت پیدا ہوگئی اور وہ اخلاقی فضیلت میں انسانیت کی انتہائی بلندی پر پہنچ گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کو اس قوم سے تبلیغ حق کا کام لینا تھا۔ اس لئے ان کے اندر ملکوتی صفات پیدا کر کے ان کے دلوں کو باہم متفق کر دیا تھا۔ ایسی حالت میں کون سی دنیاوی طاقت ہو سکتی ہے جو ان کی ٹکر کو اٹھا سکتی۔

لیکن یہ امت عربیہ کی تعریف ہے اور حضرت عمرؓ کی قیادت و سیادت کا کمال تھا کہ انہوں نے امت کے صفات عالیہ سے اعلیٰ ترین کام لیا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اگرچہ بذات خود ان لڑائیوں میں سے کسی ایک میں بھی شریک نہیں ہو سکے لیکن ان کی دوربین نگاہ ان فوجوں کو جو ایران و روم میں مصروف پیکار تھیں معمولی شریک نہیں ہو سکے لیکن ان کی دوربین نگاہ ان فوجوں کو جو ایران و روم میں مصروف پیکار تھیں معمولی سے معمولی واقعہ کی طرف اٹھی تھی، سلسلہ وار ہدایت اور احکام بھیجتے رہتے تھے۔

جمہوریت: اسلام کل بنی نوع انسان کو جو اس کے حدود میں داخل ہوں، مساوات عطا کرتا ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں عمال حکومت بلکہ خود خلیفہ بھی ایک معمولی رعایا کے برابر تھے۔ ہر شخص کو ان نکتہ چینی کا اختیار تھا اور یہی وہ چیز ہے جو جمہوریت کی اصل روح ہے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کسی حکم کو بلا بذات خود بلا مشورہ نافذ نہیں کرتے تھے بلکہ مہاجرین اور انصار سے ہر کام میں رائے لیتے تھے اور جب کوئی بڑی مہم پیش آجاتی تھی تو مسلمانوں کے مجمع عام میں اس کو پیش کرتے تھے

ادنیٰ سے ادنیٰ آدمی بھی اگر کوئی صحیح رائے رکھتا تھا تو مسلمانوں کی مجلسیں مخصوص اشخاص پر محدود نہیں ہونی چاہئیں بلکہ ہر قسم کے لوگوں کو باہم مل کر بیٹھنا چاہیے۔ کیونکہ چند اشخاص جب اپنی محفل کو مخصوص کر لیتے ہیں تو ان کی رائے عام رائے سے الگ ہو جاتی ہے۔ ان کی یہ خاص ہدایت تھی "تم لوگ اپنی مجلسیں عام رکھو اور سب باہم مل کر بیٹھو اس سے آپس میں محبت بڑھے گی۔ اتحاد و اتفاق قائم رہے گا اور دشمنوں پر غالب ہو رہے گا۔"

عمال حکومت: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی نظر میں ریاست میں رعایا کا ایک فرد تھا۔ اس کے اوپر بھی قانون عدل اسی قدر حاوی تھا جس قدر دوسرے لوگوں پر ہوتا تھا۔ اگر کسی عامل کی شکایت کوئی ادنیٰ آدمی کر دیتا تو عدل فاروقی اس عامل کو لا کر اس کے برابر کھڑا کر دیتا تھا اور پھر جس سزا کا وہ مستوجب ٹھہرتا اس سے بچ نہیں سکتا تھا۔

حضرت عمرؓ مساوات کے عاشق تھے اور ان کا عہد بھی اندرونی شورش سے پاک تھا۔ اس لئے وہ بڑے سے بڑے والی اور امیر اور ادنیٰ سے ادنیٰ رعیت اور فقیر کو یکساں سمجھتے تھے۔

بہی خواہی امت: حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنی رعایا کی فلاح و بہبود کا خیال ہمیشہ رکھتے تھے۔ خلافت کی عظیم الشان ذمہ داری کا ان کو حد سے زیادہ احساس تھا۔ فرماتے تھے کہ اگر ساحل فرات پر بھی کوئی اونٹ ضائع ہو جائے تو مجھے ڈر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی جواب دہی کرنی پڑے گی۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود قبائل کے دفاتر اٹھا کر لے جاتے تھے۔ اور بچوں اور عورتوں کو نام بنام بلا کر خود ان کے ہاتھوں میں ان کا وظیفہ دیتے تھے۔ نواح مدینہ میں راتوں کو گشت لگاتے تھے اور اگر کوئی قافلہ وہاں آ کر اترتا تھا تو خود جا کر رات کو پاسبانی کرتے تھے۔ ضرورت مندوں کو غلہ پہنچانا، مسافروں کی خدمت کرنا ان کا خاص مشغلہ تھا۔ رعیت پروری اور شفقت کے متعدد واقعات عہد فاروقیؓ کے اندر ملتے ہیں۔

بیت المال کی حفاظت:- حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ خود عدل و مساوات کے عاشق تھے اور یہی خوبی وہ ہر مسلمان میں پیدا کرنا چاہتے تھے۔ وہ بیت المال کے خزانے کو سوائے مستحقین کے اور کسی کے لئے حلال نہیں سمجھتے تھے۔

خود اپنے اخراجات کے لئے اس قدر کم رقم لیتے تھے کہ نہایت تنگی سے بسر اوقات ہوتی تھی۔ جو کی روٹی ان کی غذا تھی اور زیتون کا تیل ان کا سالن۔

وفات: ایک ایرانی غلام ابولؤلؤ فیروز حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کسی بات پر ناراض ہو گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ حضرت عمرؓ اس معاملہ میں وہی فیصلہ کریں جو وہ چاہتا تھا۔ لیکن ایسا نہ ہوا۔ دوسرے دن فجر کے وقت مسجد میں گیا۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے تو اس نے خنجر سے وار کیا۔ ایک وار ناف کے نیچے لگا۔ یہی آپ کی ہلاکت کا سبب ہوا۔

زخم لگنے کے تیسرے دن ۲۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔

بزرگی اور عظمت کے لحاظ سے حضرت ابوبکرؓ کے بعد ان کا درجہ امت میں سب سے بلند تر ہے۔ لیکن ان کا رعب و جلال ان سے زیادہ تھا۔ ان کے عہد میں کتاب و سنت کا صحیح الالہان سے بڑھ کر کوئی نہ تھا۔ فقہ کے مجتہد اول یہی ہیں۔ ان کی ذات امت اسلامیہ کے لئے مایہ شوکت و عزت و باعث رحمت و برکت تھی۔